سلسلہ نمبر۱۹

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہوسکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کردیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہوچکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہوجائیں۔ (ادارہ)

انسانی عادات اور اللہ کا عذاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۂ اعراف کے بارہویں رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے کہ جن قوموں اور اُمتوں کی تباہی کا حال بیان کیا جاچکا ہے مثلاً قومِ نوح، قوم عاد، قومِ ثمود اور اہل مَدْیَنْ۔ ان کے حالات پر نظر ڈالیں، ان کی خامیوں پر غور کریں اور ان سے سبق حاصل کر کے عبرت پکڑیں۔ یہ مبارک رکوع چھ آیات پر مشتمل ہے۔ اقوامِ عالم کے ساتھ جن کے پاس انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے باری تعالیٰ کا کیا معاملہ رہا ہے اور اُن قوموں کی کیا حالت رہی ہے اُس کو اِن آیات میں واضح فرمایا گیا ہے، چنانچہ پہلی آیت میں ارشاد ہوا :

''اور ہم نے جس کسی بستی میں بھی کوئی نبی بھیجا اُس کے باشندوں کو ہم نے سختی اور بیماری میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی اختیار کریں۔''

اِس کی تشریح یوں سمجھئے کہ اکثر انسانوں کی یہ فطرت ہے کہ جب صحت اور فارغ البالی میسر آتی ہے تو انہیں خدا کی یاد سے غفلت ہوجاتی ہے اور ان کی خدا کی نافرمانیوں کی جرأت اور بڑھ جاتی ہے اِسی کا نام تکبر اور بڑائی ہے جو خدا کو ناپسند ہے اور یہی چیز حق بات سننے اور اُس کے ماننے میں رُکاوٹ کا سبب ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں انسان اپنی حدود سے آگے بڑھ کر دوسروں پر دستِ ظلم بھی دراز کرنے لگتا ہے۔ جس کی اصل وجہ غفلت، لاپرواہی اور بدمستی ہی ہوتی ہے۔ یہ بھی پروردگارِ عالم کی رحمت ہی کا ایک طریقہ ہے کہ ان کی ایسی نعمتوں پر جو اِس

غفلت کا باعث بن رہی ہوں کنٹرول کر دے تاکہ سرکشی میں کمی ہو اور خدا کے نبی کی زبانی خدا کا پیغام توجہ سے سننے کا موقع ملے۔

بعض اوقات اس ضعیف الحقیقت انسان کی رعونت کی وجہ سے یہ حال ہوتا ہے کہ وہ کسی سے بات گوارا نہیں کرتا، لیکن جب اس پر سختی کا وقت آتا ہے تو عزیزوں، دوستوں اور ساتھیوں سے مشورے کرتا پھرتا ہے۔ اسی طرح بیماری اور نقصان دہ حالت پیش آنے پر اِس کا دل کسی کام میں نہیں لگتا بھوک غائب ہو جاتی ہے، بلکہ بیماری میں تو وہ نعمتیں بھی بے ذائقہ ہو جاتی ہیں جن پر مدارِ حیات ہوتا ہے۔ نہ کھانے کو جی چاہتا ہے نہ پینے کو اور کھا بھی لے تو ذائقہ اچھا نہیں لگتا۔ ایسی حالت میں سرکشی کم ہو کر ہوش ٹھکانے آجاتے ہیں۔ اور خدا کا پیغام جو رسول کی زبانی پہنچایا جاتا ہے وہ بندہ دل سے سنتا اور تسلیم کرتا ہے۔ اِسی رویہ کو اِس آیتِ مقدسہ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔

اس رکوع کی دوسری آیت میں انسان کی دوسری عادت ذکر فرمائی گئی ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے :

> ''اِس کے بعد ہم نے بدحالی کی جگہ خوشحالی عطا کر دی، حتی کہ انہیں (خوب خوب) ترقی ہوئی اور وہ کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادوں کو بھی تنگی اور راحت پیش آئی تھی۔ اِس پر ہم نے اُن کو اچانک گرفت میں لے لیا اور وہ اِس کا گمان بھی نہ رکھتے تھے۔''

اس کی تشریح یہ ہے کہ اس پریشانی اور بدحالی کے بعد ہم نے اُن کے لیے ترقی کی راہیں کھول دیں وہ خوب پھولے اور بڑھے۔ یہ حالت اس لیے کی گئی کہ بعض لوگ تنگدستی میں اور بھی پریشان ہو جاتے ہیں اور پوری توجہ صرف اپنی معاشی بدحالی دُور کرنے کی طرف لگا دیتے ہیں۔ ایسے وقت وہ نہ کچھ سن سکتے ہیں اور نہ اُن کی سمجھ صحیح کام کرتی ہے۔ اس لیے یہ حالت بدل کر پھر نعمتوں سے نوازا دیا جاتا رہا ہے کہ بدحالی دُور ہونے پر خدا کے شکر کی طرف متوجہ ہوں اور انبیائے کرام کی زبانی دیے ہوئے احکام پر چلنے لگیں، لیکن اُن کے لیے یہ تبدیلی بھی اصلاح کا فائدہ نہیں رکھتی۔ وہ یہ تاویلیں کرنے لگتے ہیں کہ ہمارے بڑوں پر سختی نرمی کے سب ہی دَور گزرتے رہے ہیں اس کا تعلق نہ خدا کی اطاعت سے ہے نہ نافرمانی سے۔ اِس تاویل کو دل میں بٹھا کر پھر پوری طرح دریائے غفلت میں غرق ہو جاتے رہے ہیں۔ حق تعالیٰ ایسی حالت میں اُن کو ایسی ہی سزائیں دیتے رہے ہیں جو اُن کے گمان میں بھی نہ ہوتی تھیں اور اچانک آگھیرتی تھیں۔

اِس آیت کی تفسیر کے ساتھ علماء محققین نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جس نعمت کے بعد شکر کی توفیق ہو اور

جس مصیبت کے بعد خداوند کریم کی ذاتِ پاک کی طرف رجوع کرنے کی دولت مل جائے وہ ہی قوم یا اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو عنداللہ مقبول ہوتے ہیں اور نجات پا جاتے ہیں۔ جن لوگوں کی حالت یہ ہو کہ نعمت کے حاصل ہونے پر غرور و غفلت بڑھ جائے اور مصیبت کے وقت شکایت باری تعالیٰ لب پر آئے تو وہ لوگ بڑے خسارہ میں رہتے ہیں (خدا پناہ میں رکھے) کیونکہ ایک تو مصیبت کی تکلیف پہنچی پھر وہ بھی اجر اور خدا کی خوشنودی سے خالی۔ رب العالمین نے جو انسانوں کا خالق ہے جس نے فطرت انسانی پیدا فرمائی ہے اُس نے قرآن عزیز میں دو طرح کی فطرتیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ یعنی انسان ایسا ہے کہ جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو مایوس اور بالکل نا اُمید ہو جاتا ہے۔

(۲) اور دُوسری فطرت اس طرح کی ہوتی ہے کہ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ یعنی جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی لمبی دعائیں مانگنے لگتا ہے۔

اِس کے بعد تیسری آیت میں حق تعالیٰ نے اپنا معاملہ جو مخلوق کے ساتھ ہوا کرتا ہے بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا :

> ''اور اگر بستیوں والے ایمان لے آئے ہوتے اور پرہیزگاری اختیار کی ہوتی تو ہم اُن پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے تو جھٹلایا، تو ہم نے اُن کی کرتوتوں کی پاداش میں اُن کی گرفت فرمائی۔''

آسمانی برکات سے مراد یہ ہے کہ ہر طرح کی برکتیں نازل کرتے اور آفتوں سے محفوظ رکھتے۔ زمین کی برکتوں سے جو آسمانی برکتوں سے ملی ہوئی ہوں یہ مراد ہوگی کہ ہر قسم کی آسانیاں پیدا فرما دی جاتی ہیں۔

خدا کے لیے دونوں کام آسان ہیں وہ چاہے تو اِسی زمان و مکان کو جنت کا نمونہ بنادے اور وہ چاہے تو جہنم کا نمونہ بنادے۔

آسمان سے بارش برسائے، بارش مناسب ہو، صحیح وقت پر ہو، ہر جگہ ہو جائے تو بارانی فصلیں بھی درست ہو جاتی ہیں اور اگر بارش بے وقت اور بہت زیادہ ہو جائے تو پیدا شدہ فصلیں بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ یہ نمونہ تو ہم ہر سال ہی دیکھتے رہتے ہیں اور اِس کا مقابلہ تو کیا اِس سے بچاؤ بھی ممکن نہیں رہتا۔

وہ اگر چاہے تو بے کاروبے باراں زمین سے چشمے نکال دے چاہے پانی کے چشمے نکال دے چاہے آج کی دُنیاوی ضروریات کے مطابق تیل کے چشمے نکال دے۔ وہ چاہے تو زمین سے معدنیات، ہیرے جواہرات کی کانیں اور مفید گیسیں برآمد فرمادے اور نہ چاہے تو جتنی کوشش کرلی جائے سب اَکارت جائے اور کچھ بھی برآمد نہ ہو، بلکہ چشمے بھی خشک ہوکر رہ جائیں۔

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ جو اِرادہ فرماتا ہے وہ سب کچھ ہوجاتا ہے۔ اس لیے اس کی ذاتِ پاک کو ''مسبِّبُ الاسباب'' کہا جاتا ہے یعنی وہ ہر چیز کا سبب اور اس کی وجہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے پھر بندہ اپنا وقت عزیز کیوں اُس کی ذات کے سوا کسی اور طرف لگ کر اطاعت کے بجائے نافرمانی پر صرف کرتا ہے اور کیوں اپنی قلبی توجہ، اپنی قوت وصلاحیت اس کی اطاعت پر نہیں لگاتا کہ جس سے اُس کی دُنیا وآخرت دونوں سنور جائیں۔

اِس آیت کے آخری جملہ کا ترجمہ عرض کیا گیا ہے کہ : ''ہم نے ان کی کرتوتوں کی پاداش میں ان کی گرفت فرمائی۔'' اِس مبارک جملہ میں بتلایا گیا ہے کہ آفتیں دراصل انسان کی اپنی کرتوت، معصیت ونافرمانی کی وجہ سے آتی ہیں۔ ربِّ ذوالجلال کی ذات بہت غنی ہے۔ جیسا کوئی کرتا ہے وہ بھی اُس کے ساتھ اسی قسم کا معاملہ فرماتا ہے۔ اس لیے اس کی ذات پاک سے تعلق جوڑو، تاکہ اس کا معاملہ تمہارے ساتھ مہربانی کا ہوجائے۔

اس مبارک رکوع کی چوتھی، پانچویں اور چھٹی آیت میں بھی باری تعالیٰ نے بندوں کو معصیت سے منع فرمایا ہے، اپنی جلالتِ شان اور بے نہایت قدرت کا ذکر فرمایا ہے۔ انسانوں کی غفلت کی حالت بتلائی ہے کہ وہ دن کو بھی نشۂ غفلت میں سرشار رہتے ہیں اور رات کو بھی، حالانکہ خدا کی گرفت اُس پر ہر وقت ہوسکتی ہے جب بندہ غافل اور مبتلائے معصیت ہو اور جس وقت بھی خدا کا غضب جوش میں آجائے، معاذ اللہ۔

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے :

''تو کیا بستیوں والے اِس سے مطمئن ہوگئے ہیں کہ ان پر رات کو سوتے سوتے ہمارا عذاب آجائے اور کیا بستیوں والے اس سے مطمئن ہوگئے ہیں کہ ہمارا عذاب دن چڑھے آجائے، جبکہ وہ کھلاریوں میں لگے ہوں۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نہ نظر آنے والی تدبیر سے مطمئن ہوگئے ہیں، اللہ کی نہ نظر آنے والی تدبیر سے وہی بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ

اور گھاٹے میں مبتلا ہوں۔''

آخر کی اِن تینوں آیتوں میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے کفار اور ان کی بستیاں مراد ہیں۔ انہیں نافرمانیوں پر سخت وعید فرمائی گئی ہے اور ایسے عجیب اور ہیبت ناک انداز سے سرزنش فرما کر ڈرایا گیا ہے جو کلامِ الٰہی کا ہی اعجاز ہے۔

ان آیتوں میں یہ بے خوفی کافروں کی ذکر فرمائی گئی ہے۔ اس سے علمائے کرام نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ عذابِ خداوندی سے بالکل بے خوف ہو جانا یہ بھی کفر ہے۔ شریعت میں بتلایا گیا ہے کہ ایمان کی اصلی حالت یہ ہے کہ خوفِ خدا بھی ہو اور اُمید رحمت بھی، جیسے قطعاً بے خوف ہونا کفر ہے اسی طرح قطعاً مایوس ہونا بھی کفر ہے، کیونکہ اس سے گویا خداوند کریم کی صفتِ رحمت کا انکار لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا انکار بھی یقیناً کفر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکام پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور دُنیا و آخرت میں اپنے فضلِ خاص سے نوازے۔ آمین۔

سیّد حامد میاں غفرلہٗ

۵؍نومبر ۱۹۷۶ء

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)